Highlighting Trade & Economic Policies
FORTNIGHTLY KARACHI
BUSINESS EXCELLENCE
Chief Editor: ZEBA SIDDIQUI
Group Editor: AIJAZ AHMED RAJPOOT

Business Excellence House # 33, Sector 42-A,Syed Village,
Opp. Karachi Race Club Water Tank, Adjacent Gulshan-e-Umair
Malir Cantt Road, Karachi. Ph. 021-36066747
E-mail: businessexcellencenews@yahoo.com

کنسٹرکشن انڈسٹری کے فروغ کیلئے کنٹریکٹرز کے مسائل کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جانا ضروری ہے!

کنسٹرکشن انڈسٹری کو درپیش مسائل کے حوالے سے ممبر CAP اور ٹیک کارپوریشن کے چیف ایگزیکٹیو قاضی ذوالقدر صدیقی سے خصوصی بات چیت

بزنس ایکسیلینس نیوز: کسی بھی ملک میں ترقی کے عمل کو تیز تر کرنے اور ترقی کے اہداف کے حصول میں کنسٹرکشن انڈسٹری نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن جب پاکستان میں کنسٹرکشن انڈسٹری کی صورتحال اور اس کے دائرہ کار کا جائزہ لیا جاتا ہے تو درحقیقت مقامی کنسٹرکشن انڈسٹری محض پاکستان کی حد تک ہی محدود نظر آتی ہے اور بیرونی ممالک میں میگا پروجیکٹس کرنے میں قطعی طور پر ناکام ثابت ہوتی ہے حالانکہ ترکی، کوریا، چائنا یہاں تک کہ انڈیا تک نے کنسٹرکشن انڈسٹری میں بے پناہ ترقی حاصل کرلی ہے اور اگر آپ گلف چلے جائیں تو ان ممالک میں مختلف کنسٹرکشن کمپنیز کے وہ مالکان جن کی انڈسٹریز ماضی میں کافی چھوٹی ہوا کرتی تھیں لیکن آج ان کا کام بے حد وسعت اختیار کرگیا ہے جس کی بنیادی وجہ 1970ء 1980ء کی دہائی میں ان ممالک کی حکومتوں کی نے اپنے کنٹریکٹرز کو فری بینک گارنٹی دینا شروع کرنا تھی جس کے نتیجہ میں انھیں UAE، گلف اور دبئی وغیرہ میں انگنت میگا پروجیکٹس ملنا شروع ہوگئے اور یوں آج ان ممالک کی مستحکم کنسٹرکشن انڈسٹری ہمارے سامنے ہے جبکہ اس کے برعکس پاکستانی کنٹریکٹرز کو حکومت پاکستان کی جانب سے کبھی کسی قسم کی ضمانت یا بینک گارنٹی مہیا ہی نہیں کی جاسکی جس کے سبب مقامی کنٹریکٹرز نے محض اپنی مدد آپ کے تحت محدود پیمانے پر کام کیا اور آج تک اپنی سروائیو کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس بات کا اظہار ممبر کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان اور ٹیک کارپوریشن کے چیف ایگزیکٹیو قاضی ذوالقدر صدیقی نے بزنس ایکسیلینس کی جانب سے لئے گئے انٹرویو میں کہی۔ واضح رہے کہ ذوالقدر صدیقی گزشتہ سترہ سالوں سے کنسٹرکشن انڈسٹری سے وابستہ ہیں او رمختلف ممالک میں بے شمار تعمیراتی پروجیکٹس میں شامل رہے ہیں جبکہ دیگر کنٹریکٹرز کی صف میں ان کی شخصیت اس لئے بھی ممتاز نظر آتی ہے کہ وہ انڈسٹری کے مسائل کو بغیر کسی لاگ و لپیٹ اور مصلحت کے آشکار کرتے ہیں جس کا اندازہ بزنس ایکسیلینس کے ساتھ ان کی ہونے والی گفتگو سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ آیئے مقامی کنسٹرکشن انڈسٹری کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے لئے ممبر CAP اور ٹیک کارپوریشن کے چیف ایگزیکٹیو قاضی ذوالقدر صدیقی کی جانب سے دی جانے والی تجاویز او ران کے ساتھ ہونے والی بزنس ایکسیلینس کی خصوصی بات چیت کا جائزہ لیتے ہیں۔

بزنس ایکسیلینس :سب سے پہلے تو ٹیک کارپوریشن ہولڈنگ کے قیام اور اس کے تحت انجام دی جانے والی خدمات اور پروجیکٹس سے متعلق آگہی فراہم کیجئے؟

قاضی ذوالقدر صدیقی : ٹیک کارپوریشن کا قیام 1999ء کو عمل میں آیا جس کے تحت ٹیلی کام انفرااسٹرکچر ورکس میں کافی خدمات سرانجام دی گئیں بالخصوص 2000ء اور 2001ء میں یوفون کے لانچ ہونے والے اینیشل میں میجر کام ہم نے انجام دیا تھا جس میں سروس سائٹس اور مین سٹی سینٹرز ہم نے تعمیر کئے تھے۔ اسی طرح جب وارد لانچ ہوا تھا اس کا بھی اینیشل ورک ٹیک کارپوریشن کے تحت انجام پایا۔ اسی طرح موبی لنک کی سینکڑوں سائٹس ہم قائم کرچکے ہیں جبکہ ٹیلی نار کے لئے بھی ہم نے کچھ کام کیا، اس کے علاوہ ٹیلی کام سیکٹرز کے بے شمار پروجیکٹس کی تکمیل کی گئی۔ علاوہ ازیں UAE میں اتیصالات کے کچھ پروجیکٹس، بنگلہ دیش میں وارد ٹیلی کام اور گرامین فون کی بہت سی سائٹس قائم کیں۔

بزنس ایکسیلینس : جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان میں پاک چائنا اقتصادی راہداری پروجیکٹ پر کام شروع ہوگیا ہے، اس پروجیکٹ کی بدولت مقامی کنسٹرکشن انڈسٹری کی صورتحال میں کچھ بہتری آنے کی توقع کی جاسکتی ہے؟

قاضی ذوالقدر صدیقی : پاک چائنا اقتصادی راہداری کی بدولت مقامی کنسٹرکشن انڈسٹری میں صورتحال سے متعلق تو فی الوقت کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ اس پروجیکٹ میں ہائی وے کی تعمیر کے ساتھ ساتھ بالخصوص انرجی سیکٹر میں بہت زیادہ انویسٹمنٹ کی گئی ہے یعنی سی پیک منصوبہ کے ذریعہ ہائی وے کی تعمیر ممکن ہوگی اور پاکستان کے انرجی پلانٹس اور مقامی انڈسٹری براہ راست مستفید ہوں گی جس کے ثمرات لازمی طور پر ملکی اکانومی پر مرتب ہوں گے اور اس طرح مقامی کنسٹرکشن انڈسٹری پر بھی اس کا مثبت اثر پڑے گا۔

بزنس ایکسیلینس :اس وقت مقامی کنٹریکٹرز کو درپیش کون کونسے مسائل سرفہرست ہیں؟

قاضی ذوالقدر صدیقی :اس وقت مقامی کنٹریکٹرز کو سب سے بڑا مسئلہ حکومت کی جانب سے ٹیکسیشن پالیسی کا درپیش ہے جس میں ہر دوسرے دن نت نئے ٹیکسز عائد کردیئے جاتے ہیں جبکہ ان پٹ کاسٹ میں اس قدر انفلوئیشن آتی ہے کہ کسٹمرز کو مطمئن کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے اور ایسے بہت کم کنٹریکٹرز ہیں جنھیں کسٹمرز انفلوئیشن کو پروجیکٹ میں ایڈجسٹ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اسی طرح اکثر پروجیکٹس میں کلائنٹس کے پاس یا تو پیسے نہیں ہوتے یا پھر اقساط میں پیسوں کی ادائیگی کی جاتی ہے جبکہ زیادہ تر کلائنٹس کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ پہلے پروجیکٹ مکمل ہوجائے تو پھر اس کی پیمنٹ کی جائے۔ یہ اور اس طرح کی بہت سی پیچیدگیاں ہیں جس کے نتیجہ میں ایک پروجیکٹ کی ان پٹ کاسٹ بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور بیشتر پروجیکٹس مقررہ وقت پر مکمل نہیں ہو پاتے۔ لیکن اگر کسی پروجیکٹ کے لئے مخصوص فنڈنگ مختص کردی جائے تو کنٹریکٹر اس بات کا بخوبی ادراک رکھتا ہے کہ اسے کس طرح پروجیکٹ کی تکمیل کرنی ہے۔ جبکہ دیگر ممالک کے برعکس مقامی کنسٹرکشن سیکٹر میں یہ مسئلہ بھی سرفہرست ہے کہ ہم اپنے کنسٹرکشن لیبر کو ہولڈ نہیں کرپاتے اور ہماری ٹرینڈ لیبر سعودی عرب اور یو اے ای سمیت دیگر ممالک میں کنسٹرکشن سیکٹر سے وابستہ ہوجاتے ہیں جس کے باعث نئے سرے سے مقامی افراد کو ٹرینڈ کرنا پڑتا ہے جو کہ ایک طویل پروسس ہوتا ہے۔

بزنس ایکسیلینس : کنٹریکٹرز کے مسائل کے حل کے لئے پاکستان انجینئرنگ کونسل کے کردار کو کیسا دیکھتے ہیں؟

قاضی ذوالقدر صدیقی : میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں پاکستان انجینئرنگ کونسل کا ادارہ محض نام کی حد تک موجود ہے کیونکہ اس کے تحت مقامی کنٹریکٹرز کے مسائل کے حل میں کوئی مدد نہیں کی جاتی اور نہ ہی انھیں کوئی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ PEC کو کنسٹرکشن انڈسٹری کے فروغ سے کوئی سروکار نہیں بلکہ اسے محض انجینئرز اور کنٹریکٹرز کی فیسوں سے غرض ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود کنسٹرکشن انڈسٹری میں طویل عرصہ گزارنے کے باوجود آج تک مجھے PEC کی طرف سے کوئی سہولت مہیا نہیں کی گئی۔ اس طرز

کے منفی طرزِ عمل کے باعث غیر معیاری پروجیکٹس کرنے والے بیشتر کنٹریکٹرز غیر معیاری پروجیکٹس بناتے ہیں اور نتیجتاً ان کے پروجیکٹس کی قیمتیں کم ہوتی ہیں لیکن اس کے برعکس ہم چونکہ معیاری پروجیکٹس بناتے ہیں اور بین الاقوامی معیار کا حامل کنسٹرکشن سیکٹر ڈویلپ کرنا چاہتے ہیں اس لئے معیاری پروجیکٹس میں اپنے کلائنٹس کو مطمئن کرنے میں ہمیں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ جس ریٹس پر غیر معیاری پروجیکٹ دیا جاتا ہے اس ریٹس پر معیاری پروجیکٹ کسی صورت تیار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن چونکہ لوگ کم ریٹس کو مدنظر رکھتے ہیں اس لئے پاکستان میں زیادہ تر لوکوالٹی کے پروجیکٹس بنائے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں بڑی بڑی عمارتیں اور اوور ہیڈ برج زمین دوز ہوجاتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود PEC کوالٹی اسٹینڈرڈ یا اس کی مانیٹرنگ پر بھی توجہ مرکوز نہیں کرتی یہی وجہ ہے کہ تعمیر شدہ بیشتر عمارتوں میں کچھ عرصہ بعد ہی ان کی دیواروں سے پانی کا رساؤ شروع ہوجاتا ہے اسی طرح خواہ سول ورکس ہوں یا الیکٹریکل ورکس ہوں ان میں انتہائی ناقص اور غیر معیاری میٹریل استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر بحیثیت قوم ہمارا المیہ یہ بھی ہے کہ ہم ایک انجینئر کو اس کا جائز معاوضہ نہیں دینا چاہتے اور کسی بھی ٹیکنیکل یا مکینیکل فالٹ آنے کی صورت میں اس کے حل کے لئے کبھی کسی انجینئرنگ کمپنی سے کنسرن نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ ہماری سڑکوں، عمارتوں اور انڈسٹریز کی مخدوش ہوتی صورتحال آپ کے سامنے ہے جس میں کوالٹی برقرار رکھنے پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ یہی حال امپورٹ کے شعبہ میں نظر آتا ہے کہ ہم امپورٹڈ مصنوعات بھی وہ منگواتے ہیں جو کوالٹی کے اعتبار سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ہوتیں لیکن اس کے باوجود ان پروڈکٹس سے مقامی مصنوعات کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور بہت سے پاکستانی ایسے ہیں جو محض ملکی پروڈکٹس کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں خواہ مینوفیکچرنگ کمپنی کے پاس پروڈکٹس تیار کرتے وقت کوالٹی کنٹرول کرنے کا کوئی میکنیزم موجود ہو یا نہ ہو، یا وہاں لیب ٹیسٹنگ کے لئے کوئی لیبارٹری موجود نہ ہو حالانکہ دیگر ممالک میں ایک تھرڈ پارٹی کی لیبارٹری ہمیشہ قائم ہوتی ہے جس کے تحت ہر مینوفیکچرنگ کمپنی کی پروڈکٹس کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے تاکہ معیاری پروڈکٹس کی تیاری ممکن بنائی جاسکے لیکن ہمارے ہاں پروڈکٹس کی کوالٹی اور معیار پر کوئی توجہ مرکوز نہیں کی جاتی حالانکہ کوالٹی پروڈکٹس کی تیاری کسی بھی ملک کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے کیونکہ معیاری پروڈکٹس بیس سے پچاس سال تک کے لئے کارآمد ثابت ہوتی ہیں لیکن اس کے برعکس ناقص اشیاء خواہ اس کی ان پٹ کاسٹ نصف ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ محض ڈیڑھ سے دو سال کے لئے کارآمد ثابت ہوں تو لامحالہ اس سے ملک کی مجموعی کاسٹ پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا ہے جبکہ اچھی پروڈکٹس کی بدولت دیگر شعبہ جات کی کارکردگی بھی بہتر ہوجاتی ہے۔

بزنس ایکسیلینس: اس حوالے سے کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن آف پاکستان (CAP) کے کردار پر کیا کمنٹس فرمائیں گے؟

قاضی ذوالقدر صدیقی: بعض کیسز میں مقامی کنسٹرکشن انڈسٹری میں بہت سی نیگیٹیو چیزیں ہوسکتی تھیں جو کہ کنسٹرکشن ایسوسی ایشن آف پاکستان کے ہونے کی وجہ سے وقوع پذیر نہ ہوپائیں البتہ CAP کی موجودگی کا زیادہ تر فائدہ ملک کے بڑے کنٹریکٹرز کو پہنچا ہے جبکہ چھوٹے کنٹریکٹرز جن میں زیادہ تر CAP کے ممبرز بھی نہیں اس لئے ان سے متعلق زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا جبکہ ہمارے ہاں ٹریڈ ایسوسی ایشن کو پروٹیکشن مہیا کرنے کا رجحان نظر نہیں آتا اور نہ ہی ٹریڈ ایسوسی ایشن کو اس کے حقیقی انداز سے ڈویلپ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس حقیقت کو بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ CAP میں بعض گروپس موجود ہیں جو محض اپنے مفادات کی خاطر کام کرتے ہیں جس کے باعث وہی ایسوسی ایشن سے کلی طور پر مستفید ہوتے ہیں۔

بزنس ایکسیلینس: پاکستان میں شروع ہونے والے بیشتر میگا پروجیکٹس اور بالخصوص سی پیک پروجیکٹ میں چائنیز کمپنیز کی جانب سے مقامی لیبر کے بجائے چائنیز لیبر کو ان پروجیکٹس میں شامل کرنے کو کیوں ترجیح دی جاتی ہے؟

قاضی ذوالقدر صدیقی: اصل میں جب کوئی مقامی پروجیکٹ چائنیز کمپنیز کے سپرد کیا جاتا ہے تو چائنیز کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ زبان جاننے کا ہے کیونکہ جب ایک پروجیکٹ میں چائنیز منیجر، چائنیز انجینئرز اور کنسلٹنٹس آتے ہیں تو انھیں اپنے انڈر کام کرنے والے پاکستانی لیبر سے کام لینا ایک بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ چائنیز کمپنیز اپنے پروجیکٹ میں اپنی لیبر سے کام لینے کو زیادہ ترجیح دیتی ہے جیسا کہ سی پیک پروجیکٹ میں چائنا کی لیبر کام کررہی ہے۔ مگر ایسی کوئی بات نہیں کہ چائنیز لیبر کے مقابلہ میں پاکستانی لیبر ٹیلینٹڈ نہیں بلکہ وہ ہر قسم کے حالات میں بہترین کام کرنے کی اہلیت رکھتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پاکستانی لیبر کو سی پروجیکٹ میں شامل نہ کئے جانے کی بنیادی وجہ اس کا منفی رویہ ہے مثال کے طور پر اگر ہم اپنے گھر میں کبھی الیکٹریشن کو بلاتے ہیں تو وہ بلاضرورت ایک تو بورڈ کے آس پاس یا تو گڑھا کردیتا ہے اور پھر کھودے گئے گڑھے سے گرنے والا ملبہ اور تار وغیرہ یونہی پھیلا کر چلا جاتا ہے حالانکہ میں کئی ممالک میں کام کے دوران بارہا یہ جائزہ لے چکا ہوں کہ غیر ملکی لیبر کام کے دوران بکھرنے والی چیزوں کو نہ صرف سمیٹ لیتی ہے بلکہ کام ختم ہونے کے بعد تمام گندگی کو پہلے کی طرح صاف کرکے جاتی ہے اسی طرح چائنیز لیبر دنیا کی انتہائی محنتی اور نظم وضبط کی حامل لیبر ہے جو اپنے کام کو بڑی سلیقہ مندی سے مکمل کرتی ہے جس سے اس کام کی خوبصورتی مزید بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا چائنیز کمپنیز کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ وہ پروجیکٹ میں اپنی لیبر سے کام کرائیں تاکہ صحیح طریقہ سے انھیں کنٹرول کرنے کے ساتھ ساتھ پروجیکٹ کی کوالٹی بہتر بنائی جائے اور کم سے کم وقت میں پروجیکٹ کی تکمیل کی جاسکے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ پاکستانی لیبر جو اپنے ملک میں ہاتھ سے کام کرنا عار سمجھتی ہے جب کسی دوسرے ملک میں جاتی ہے تو اس کا مزاج یکسر تبدیل ہوجاتا ہے اور وہاں نظم وضبط کی مکمل پابندی کرتی نظر آتی ہے۔ چائنیز لیبر کو نہ تو کسی میت میں جانا ہوتا ہے، نہ شادی کی چھٹی مانگتی ہے اور نہ ہی کسی بچے کی ڈیلیوری کا بہانہ بناتی ہے وغیرہ۔ چوبیس گھنٹہ پروجیکٹ پر کام کرتی ہے یہاں تک کہ کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو تو وہ ہفتہ اور اتوار کو بھی کام نہیں چھوڑتی دوسری جانب پاکستانی اسکلڈ لیبر اور انجینئرز کے مقابلہ میں چائنیز اسکلڈ لیبر اور انجینئرز کی تنخواہیں بھی کافی کم ہوتی ہیں اور شاید چائنیز کنسٹرکشن کمپنیز اس سے زیادہ تنخواہیں دینے کی متحمل نہیں ہوسکتیں جس کے باعث چائنیز لیبر ہی کو ترجیح دیتی ہیں۔ اس حوالے سے بعض ممالک گلف یا یو اے ای وغیرہ میں باقاعدہ قوانین مروج کئے گئے ہیں جس کی رو سے جب کسی فارن کنسٹرکشن کمپنی کو ایک پروجیکٹ سونپا جاتا ہے تو اس میں مخصوص تعداد میں لوگوں کو ملازمتیں مہیا کرنے، مقامی کنٹریکٹرز کے لئے مقررہ حصہ شامل رکھنے اور پروجیکٹ کی اونرشپ کے لئے مخصوص شرح پر شرائط لاگو کی جاتی ہیں لیکن اس کے برعکس پاکستان میں مقامی کنٹریکٹرز، انجینئرز یا اسکلڈ لیبر کو حکومت پاکستان یا کسی دیگر ادارے کی جانب سے کسی قسم کی سپورٹ فراہم نہیں کی جاتی یہی وجہ ہے کہ یہاں فارن کنسٹرکشن کمپنیز بڑے آرام سے 100% اونر شپ پر پروجیکٹس مکمل کرتی ہیں جس کے نتیجہ میں مقامی کنسٹرکشن انڈسٹری ڈویلپ نہیں ہوپاتی لہٰذا اگر حکومت دیگر ممالک کی مانند کنسٹرکشن انڈسٹری سے وابستہ افراد کے مسائل کے حل اور اس کے فروغ پر توجہ مرکوز کرتی ہے تو اس کی بدولت ملکی پروڈکٹیوٹی اور ڈویلپمنٹ میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہے۔ اسی طرح اگر پاکستانی لیبر بھی اپنے مزاج اور رویہ میں تبدیلی لے آئے اور تسلسل کے ساتھ پروجیکٹس پر کام کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ فارن کنسٹرکشن کمپنیز اپنے پروجیکٹس میں مقامی لیبر کو کام کرنے کے مواقع نہ دیں۔